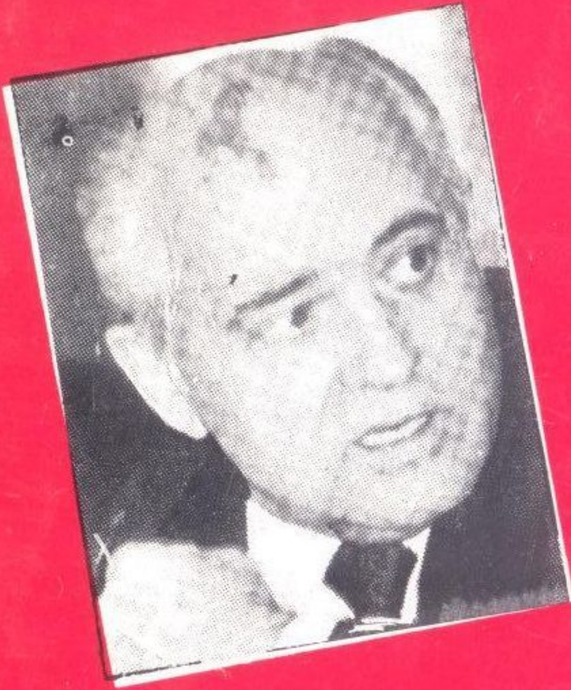
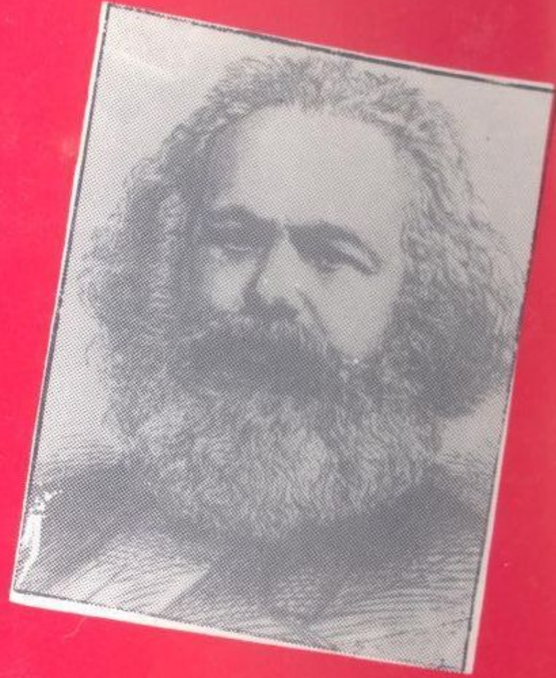




کارل مارکس سے گورباچوف تک

مصنّف

ظفر اللہ خان

کارل مارکس سے
گورباچوف تک

مصنف

ظفر اللہ خان

انتساب

برجیس

کے نام

پیش لفظ

کیمونزم سے میرا پہلا تعارف اس وقت ہوا جب میں دوسری کلاس میں پڑھتا تھا۔ ہمارے ایک رشتہ دار سکول کے راستے میں ہمیں چین اور شمالی کوریا کا بالتصور لٹریچر دیا کرتے تھے جس میں خوبصورت اور چمکدار فوٹو مجھے بہت متاثر کرتے تھے۔ اس کے بعد آج تک میں نے کیمونزم کا مطالعہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

یہ مضمون بنیادی طور پر وہ لیکچر ہے جو میں نے اپنے مربی جناب احمد ظفر فاروقی صاحب (سابق ڈائریکٹر جنرل سول سروسز اکیڈمی' لاہور) کے حکم پر سول سروسز اکیڈمی میں دیا تھا۔ اب روس (سوویت یونین) میں بنیادی تبدیلیاں آچکی ہیں۔ کیمونزم سرمایہ داریت کو مہذب کرکے اور دنیا کو ایک انقلابی جزبہ دیکر رخصت ہو چکا ہے۔ سرمایہ داریت اور جمہوریت ایک بار پھر فتح کے شادیانے بجا رہے ہیں۔ مگر انسان کی بنیادی مسائل جوں کے توں ہیں۔ انسان ابھی تک اپنی ذات اپنے سماج اور ماحول سے الجھ رہا ہے۔ اس پر اپنی تخلیق کا مقصد ابھی تک واضح نہیں ہوا۔ لگتا ہے کہ یہ گھڑی تبدیلی (Transition) کی گھڑی ہے۔ موجودہ نظام ختم ہو کر نئے نظاموں کو جنم دے رہے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ انسانی تاریخ کے اس ارتقاء میں ہمارا کیا کردار ہے؟۔

ظفراللہ خان

عنوانات

کارل مارکس سے گورباچوف تک

"یہ لوگوں کا شعور نہیں ہے جو کہ ان کے وجود کو متعین کرتا ہے بلکہ لوگوں کا سماجی وجود ان کے شعور کو متعین کرتا ہے" (کمیونسٹ مینی فسٹو)۔ اس قول کے مصداق روسی عوام کا موجودہ سماجی شعور ان میں ایک نیا شعور پیدا کر رہا ہے۔ جس طرح ڈیڑھ سو سال پہلے کارل مارکس 'Karl Marx فریڈرک اینگلز Fredric Engels نے اس شعور کو سائنٹفک سوشلزم کی شکل میں دنیا میں پیش کیا تھا اس طرح اب میخائل گورباچوف اور لی گاچوف نے ایک نئی فکر پیش کی ہے۔ ہم اس مضمون میں سوشلزم کے اس فکری اور عملی ارتقا کو تین عنوانات کے تحت بیان کریں گے

(1) مارکس ازم (2) لینن ازم (3) پیریسترئویکا۔

(1) مارکسزم یا سائنٹفک سوشلزم

MARXISM OR SCIENTIFIC SOCIALISM

انیسویں صدی کی ابتدا میں سرمایہ دارانہ نظام کی کوکھ سے صنعتی مزدوروں کے ایک ایسے طبقہ نے جنم لیا جو اس سرمایہ جاذب Capital Intensive نظام میں اپنے وسائل پیداور نہیں خرید سکتا تھا بلکہ وسائل پیداوار کے مالکان کے رحم و کرم پر تھا۔ آبادی میں اضافے اور مناسب لیبر قوانین کے نہ ہونے کے سبب صنعتی مزدور یا پرولتاریہ Proletariat کی حالت دن بدن بگڑتی چلی گئی۔ پرولتاریہ کی اس نازک حالت کے پیش نظر مصلحین Reformers نے آزاد معیشت میں اصلاح کے بجائے اس کی بنیادوں کو ہی چیلنج کرنا شروع کر دیا۔ مارکس سے پہلے بہت سے یورپی مصنفین نے معاشرے میں معاشی عدم انصاف پر تنقید کی۔ ولیم تھامسن William Thomson جان گرے John Grey اور فرانس برلے نے نظریہ قدر زائد Surplus Value کی بات کی۔ جبکہ سینٹ سائمن St.Simon لوئس بلانک اور ڈیوڈ اون David Owen جیسے یوٹو پیائی اشتراکیوں Utopian Socialist نے چارل کنگسلے Charles Kingsley اور جے ایم ٹولو جیسے **کرسچیئن سوشلسٹوں** Christian Socialists کے ساتھ مل کر ذاتی ملکیت کو تمام امراض کی جڑ قرار دیا۔ انہوں نے امداد باہمی کی انجمنوں اور آئیڈیل کمیونٹیز (مثالی ملتوں) کے قیام پر زور دیا اور ان مقاصد کے حصول کے لئے انقلابی طرز کو مسترد کرتے ہوئے تدریجی حکمت عملی Evolutionary Strategy کی تجویز پیش کی۔ ان تحاریک کے بعد ایک جرمن یہودی کارل مارکس (1818 - 1883) نے اشتراکی فکر کو آگے بڑھایا۔ مارکس نے کہا کہ امداد باہمی کی تبلیغ کرنا اور سرمایہ دار کی رحم دلی کو اپیل کرنا بالکل بیکار ہے۔ مارکس نے ہیگل Hegels کی طرح تاریخ کا ایک فلسفہ بنایا

جبکہ فیور باخ سے متاثر ہو کر ہیگل کی مثالیت (آئیڈیل ازم) کو مسترد کرتے ہوئے جدلیاتی مادیت Dialectical Materialism کو اختیار کیا۔ مارکس نے ہیگل سے جدلیاتی طریقہ Dialectical Method تو لیا لیکن اس کی اس فکر کو بدل دیا کہ اصل جدل نظریات کے درمیان ہوتا ہے اور مادی طاقتیں تو صرف اس کا پرتو ہیں۔ مارکس نے کہا کہ جدل تو اصل میں مادی قوتوں کے درمیان ہوتا ہے اور نظریات تو صرف اسی مادی ماحول میں جنم لیتے ہیں۔ اپنی کتاب سیاسی معیشت کی تنقید Critique of Political Economy میں اس نے لکھا ہے کہ پیداواری تعلقات Productive Relations تو پیداواری قوتوں Productive Forces سے مطابقت رکھتے ہیں اور انہی پیداواری قوتوں سے کسی بھی وقت کا معاشی نظام بنتا ہے۔ اور یہی وہ حقیقی" تحتی ڈھانچہ Infrastructure ہے جس پر فلسفہ' سیاسی فکر' اخلاق اور مذہب کا بالائی ڈھانچہ Superstructure استوار ہے۔ اور پیداواری قوتوں سے ہی سماجی شعور جنم لیتا ہے۔ اس لئے طرز پیداوار وہ اصل طاقت ہے جو تاریخ کے کسی موڑ پر سماجی' معاشی' سیاسی اور روحانی اقدار کے عمومی کردار کو متعین کرتی ہے"۔

تاریخ کے اس سفر میں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ پیداواری مادی طاقتیں اس وقت کے پیداواری تعلقات سے متصادم ہو جاتی ہیں جس کے نتیجے میں سماجی انقلاب برپا ہوتا ہے۔ پھر ان معاشی بنیادوں کی تبدیلی سے تمام بالائی ڈھانچہ (سیاست اخلاق وغیرہ) فوراً بدل جاتا ہے۔ اس تفسیر کے پس منظر میں مارکس نے انسانی تاریخ کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا ہے۔

(1) قدیم ایشیائی طرز پیداوار کا دور

(2) غلامی کا دور

(3) جاگیرداری کا دور

(4) جدید بورژوائی سرمایہ دارانہ دور
(5) اشتراکی دور

ان ادوار میں دو طبقات پائے جاتے تھے البتہ قدیم ایشائی دور میں صرف ایک ہی طبقہ تھا۔ غلامی کے دور میں غلام اور آقا، جاگیر داری میں کاشتکار اور جاگیر دار، سرمایہ دارانہ دور میں پرولتاریہ اور سرمایہ دار جبکہ اشتراکی دور میں تمام طبقات ختم ہو جائیں گے۔ اس سرمایہ دارانہ دور میں قدر زائد (مزدور کی پیداوار اور مزدوری میں فرق) کی وجہ سے سرمایہ دار اور پرولتاریہ میں شدید کشمکش واضح ہو گی جس کے نتیجے میں پرولتاریہ ذرائع پیداوار پر قبضہ کر لیں گے۔ جب پرولتاریہ وسائل پیداوار کی اکثریت پر قبضہ کریں گے اور سوشلزم آ جائے گا تو بھی سرمایہ دارانہ دور کے کچھ اثرات باقی رہ جائیں گے۔ اس لئے کمیونزم کی تکمیل میں کچھ وقت لگے گا۔ اس عبوری دور میں پرولتاریہ کی آمریت (Dictatorship of Proletariat) قائم ہو گی مگر اس کا مقصد جبر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنا ہو گا۔ پرولتاریہ کی آمریت ذاتی ملکیت کے خاتمے کے لئے کوشاں ہو گی۔ لیکن اس عبوری دور میں ہر ایک کو محنت کا پھل برابر نہیں ملے گا جبکہ کمیونزم کی منزل پر ہر شخص اپنی صلاحیت کے مطابق پیدا کرے گا۔ وہ صرف اپنی ضرورتوں کے مطابق وصول کرے گا اور چونکہ ریاست طاقتور طبقہ کمزور طبقے کو محکوم رکھنے کے لئے استعمال کرتا ہے اس لئے سرمایہ داریت کے خاتمے کے بعد اس کی ضرورت نہیں رہے گی۔ آخر میں چونکہ صرف ایک پرولتاری طبقہ رہ جائے گا اور تمام طبقات ختم ہو جائیں گے اس لئے ریاست بھی ختم ہو جائے گی۔

(2) لینن ازم یا سوویت اشتراکیت

Leninism or Soveit Socialism

مارکس ازم میں روسی معاشرے کی ضروریات کے مطابق تبدیلیوں کا نام لینن ازم ہے۔ لینن کے بقول مارکس کا یہ کہنا کہ ایک بورژوائی سوسائٹی میں خارجی امداد کے بغیر پرولتاریہ انقلابی طبقاتی شعور اختیار کرے گا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ یہ شعور روشن خیال بورژوا کے پیشہ ور انقلابی دانشور ہی پرولتاریہ میں موجزن کر سکتے ہیں۔ یہ ترمیم مارکس کی تعلیمات کی ضد ہے اور انہی دانشوروں کو ہی پرولتاریہ کا ہراول دستہ (Vanguard) بن کر کمیونسٹ پارٹی کی قیادت کرنی چاہیئے۔

لینن کا یہ نظریہ مارکس کے مقابلے میں کم جمہوری بلکہ امرا پرستانہ (Elitist) ہے۔ اسی طرح جمہوری مرکزیت (Democratic Centralism) (پارٹی کی اعلیٰ قیادت کے فیصلے نچلی قیادت پر لازم ہوتے ہیں) بھی زیادہ مرکزیت پسندانہ More Centralistic اور کم جمہوریت پسندانہ Less Democratic ہے۔ اس طرح تاریخی مادیت Historical Materialism کے فطری ارتقاء اور تاریخی ترقی کی فطری ترتیب کے مارکسی نظریے کو بھی مسترد کر دیا۔ اس لئے تجویز کیا کہ پرولتاریہ اور کسانوں کو باہم مل کر بورژوائی انقلاب (جاگیرداریت سے سرمایہ داری کا انقلاب) کی قیادت سنبھال لینی چاہیئے۔ چونکہ روسی معاشرہ ابھی تک جاگیردارانہ ہے۔ 1917ء کے بالشویک انقلاب کے بعد لینن نے اپنے نظریات کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا۔ پارٹی کے ہراول دستہ کے طور پر کام کرنے کے اصول کو اس نے پارٹی اور حکومت کے نئے طے شدہ باہمی رشتوں کی شکل میں عملی جامہ

پہنایا۔ سویت(Soveits) یا مقامی مزدوروں کی کونسلوں کو باقاعدہ حکومتی ڈھانچہ میں بدل دیا گیا اور تمام اہم عہدے پارٹی کے ممبروں کو دے دیئے گئے۔ پولٹ بیورو Polit Bureau اور پارٹی سیکرٹریٹ نے حکومتی پالیسی اور انتظامیہ پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا۔ اور یہی اصول دوسرے غیر سرکاری گروہوں اور انجمنوں کے بارے میں اختیار کیا گیا۔ کمیونسٹ ریاست کے بارے میں مارکس اور لینن کی پیش گوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ ریاست کی طاقت کم ہونے کی بجائے بڑھتی چلی گئی۔ سٹالن نے تو اعلان ہی کر دیا کہ جب تک دنیا میں سرمایہ داریت ہے ریاست ختم نہیں ہو سکتی۔ لیکن سوویت یونین میں برزنیف Breznev کے اعلان کردہ 1977ء کے دستور میں وضاحت کی گئی کہ سوویت سوسائٹی سوشلزم تک پہنچ چکی ہے اور ریاست تمام لوگوں کی ہے۔ دوسرے لفظوں میں سماج سوشلزم سے کمیونزم کی منزل کی طرف جانے کے لئے اب تیار ہے۔ لیکن اگر ہم گورباچوف کی پالیسیوں کا جائزہ لیں تو ہم آسانی سے نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ الٹا پیچھے کی طرف واپسی ہوئی اور لینن کی نئی اقتصادی پالیسی (N. E. P) کے نام پر سرمایہ دارانہ راستہ اختیار کیا گیا۔

(3) پیری ستروئیکا یا مارکیٹ سوشلزم
Perestroika or Market Socialism

" پارٹی اور عوام نے وقت کے ساتھ کشتی شروع کر رکھی ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ تمام دنیا اپنا سانس روکے اس کشتی کے نتیجہ کا انتظار کر

رہی ہے" (یکم جولائی۔ پراودا)۔ غیر ڈرامائی انداز والے گرومیکو (سابق صدر اور وزیر خارجہ سوویت یونین) نے گورباچوف کی اصلاحی کوششوں کو عجلت پسندانہ قرار دیا۔ گورباچوف نے بھی جنوری 1987ء کی سنٹرل کمیٹی کی تقرر میں اس قسم کا لہجہ اختیار کیا۔ انہوں نے کہا کہ "یہ اکثر پوچھا جاتا ہے کہ ہم بہت تیزی سے موڑ مڑ رہے ہیں میرا جواب یہ ہے کہ ہمیں سوسائٹی میں انقلابی اور ہمہ گیر تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ کار نہیں۔ اس طرح سے اگست 1986ء میں انہوں نے کہا کہ "پیری ستروَیکا ایک بڑا لفظ ہے میں اس لفظ کو انقلاب کے برابر مانتا ہوں۔ اور اپریل 1986ء میں ہونے والے پارٹی کے فیصلے سوسائٹی کے تمام تعلقات' لوگوں کے قلب و نظر اور نفسیات میں ایک انقلاب لائیں گے"۔ ہم جانتے ہیں کہ تبدیلی مارکس ازم کے مطابق معاشی تبدیلی کے بغیر نہیں آسکتی۔

(4) تبدیلی کے عوامل Determinants of the Change

اب ہم اس بات کا تجزیہ کرتے ہیں کہ وہ کیا عوامل ہیں جن سے مجبور ہو کر سوویت قیادت اتنی گہری اور اتنی جلد تبدیلی لانے پر مجبور ہوئی۔

(1) سٹالن کا نظام ایک خاص طرح کے خارجی چیلنج اور داخلی مواقع سے بنا تھا۔ خارجی چیلنج سوویت ریاست کو بیرونی فوجی خطرے کا تھا۔ جبکہ داخلی مواقع وہ بے پناہ معاشی وسائل تھے جنہیں کوالٹی کا خیال کئے بغیر استعمال کرنا ضروری تھا تاکہ خارجی خطرے کا مقابلہ کیا جا سکے۔ اس وسیع تر (Extensive) حکمت عملی کی وجہ سے روس نے نہ صرف جنگ عظیم میں نازی حملے کو برداشت کیا بلکہ جنگ کے بعد ایک عالمی طاقت کے طور پر ابھرا لیکن سٹالن کے نظام کی کامیابیوں نے اس کے وجود کے لئے لازمی شرائط ختم کر دیں کیونکہ اب خارجی چیلنج کی نوعیت بدل گئی تھی۔ اعلیٰ ٹیکنالوجی (ہائی ٹیک) کے اس چیلنج کی ضرورت تھی کہ پیداوار کا معیار اعلیٰ ہو۔ جس کے لئے فیصلہ سازی کو لا مرکزیت کی بنیاد پر کرنا ضروری تھا۔ سٹالن کے وقت کے بے پناہ وسائل بھی نہیں تھے اس لئے موجود تھوڑے وسائل کے بہترین استعمال کے لئے عمیق تر (Intensive) حکمت عملی کی ضرورت تھی۔

(2) اصلاحی تحریک اس تصور پر مبنی تھی کہ اصلاحات میں تاخیر سے نہ صرف معاشی ترقی رک جائے گی بلکہ سوویت سوسائٹی بھی تباہ ہو جائے گی۔ چونکہ خطرہ صرف معاشی خطرہ سے بڑھ کر تھا اس لئے جواب بھی معاشی افق سے بڑھ کر ہونا چاہئے۔ ضرورت تھی کہ سیاسی نظام کو بھی مقدار (Quantity) سے کیفیت (quality) کی طرف لے جایا جاتا۔ سوویت سوسائٹی کے اس موجودہ مسئلہ کو "1970ء اور 1980ء کی دہائیوں کا منفی عمل (Negative

(Phenomenon) بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نئی سوویت قیادت کو بد عنوانی کی موجودہ سطح پر شدید صدمہ ہوا۔ ماسکو پارٹی کے سابقہ اور موجودہ روسی صدر سربراہ یلسن نے جولائی 1986ء میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "ہم کھودتے ہیں اور کھودتے ہیں مگر اس گندگی کے کنویں کی تہہ تک نہیں پہنچ پا رہے" گورباچوف نے جنوری 87ء میں مرکزی کمیٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "ہمیں معاشرتی گھن لگ گیا ہے جس سے اصراف پسندی (consumerism) الکوحلیت (Alcoholism) نشہ بازی اور جرائم پھیل رہے ہیں"۔

(4) سوویت سوسائٹی میں اقدار ختم ہو رہی تھیں۔ اوپر سے نیچے تک چھا جانے والی انفرادیت (Individualism) روایتی اجتماعیت اور قومی تعمیر کے لئے ضروری جذبہ قربانی کو ختم کر رہی تھی۔ شراب کی زیادتی سے صنعتی پیداوار، ٹریفک اور امن عامہ کے شعبے شدید طور پر متاثر ہو رہے تھے۔ نوجوانوں میں منفی فکر (Negative Thinking) مغربی طرز حیات کی نقالی، دیہاتوں سے شہروں کی طرف منتقلی اور حکمران طبقے میں غیر قانونی کاروبار اس بے مقصدیت (Aimlessness) کا واضح ثبوت تھیں۔

(5) ایک اور نقطہ نظر یہ ہے کہ سوویت قیادت کا یہ راستہ بنیادی طور پر فنکشنل (Functional) اہمیت رکھتا تھا وہ یہ جانتے تھے کہ یہ راستہ ترقی کے لئے ضروری تھا۔ گورباچوف جانتے تھے کہ اصل مسئلہ معاشی نہیں بلکہ سیاسی سماجی اور وجودی (Existentional) تھا اس لئے ان اصلاحات کا اصل ہدف سوویت عوام کی حکومت سے بیگانگی (Alienation) کو ختم کرنا تھا۔ اس عالمی صنعتی انقلاب کے زمانے میں جہاں سوویت یونین بہت پیچھے تھا وہاں

نئی قیادت ترقی و جدیدیت کے بارے میں اپنا روایتی نقطہ نظر تبدیل کر رہی تھی۔ سوویت یونین کا ترقی کے بارے میں روایتی طریقہ یہ رہا تھا کہ بھاری صنعتوں کی ترقی کی طرف توجہ دی جائے آج کل کی اصطلاح میں یہ پہلا انقلاب (First Revolution) کہلاتا ہے۔ نئی قیادت اب صرف کے انقلاب (Consumer Revolution) اور مواصلات کے انقلاب (Communication Revolution) کی طرف بڑھ رہی تھی جو کہ دوسرا اور تیسرا انقلاب کہلاتا ہے۔

(8) سوویت قیادت جانتی تھی کہ جس سوسائٹی پر وہ حکمرانی کر رہے ہیں وہ پچھلے بیس سالوں میں بہت بدل گئی تھی۔ سوویت آبادی کی اکثریت جو 20 اور 30 کی دہائیوں میں تھی کی توقعات اپنے باپ دادا کی نسبت بہت بدل گئی تھیں۔ سوویت یونین میں دنیا کے سب سے زیادہ پروفیشنل لوگ تھے۔ (15 ملین سائنس دان اور 18 ملین بیوروکریٹ) جو عالمی اثرات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے اس لئے گورباچوف کی جمہوریت پسندی اور آزادی سوویت عوام اور قیادت کے درمیان موجود فاصلے کم کرنے کی کوشش تھی۔

(9) صرف کا انقلاب سوویت یونین میں 1960ء کی دہائی میں شروع ہوا اور 1980ء کی دہائی میں اس کا مقابلہ 1950ء کے اٹلی سے کیا جا سکتا ہے۔ اشیاء پیدا تو کی جاتی تھیں مگر ان کا معیار نہایت پست تھا اور ورائٹی بھی بہت کم تھی۔ اس طرح سے خدمات کا حصہ (Service's Share) خام قومی آمدنی (G.N.P) میں صرف ایک فیصد تھا۔ جبکہ ترقی یافتہ ممالک میں یہ دس فیصد تھا۔ سوویت یونین کوشش کر رہا تھا کہ 2000 تک 16 ملین لوگ صنعتوں سے فارغ کر کے سروس سیکٹر میں لگائے جائیں۔ جو اس وقت کے صرف سپین

کے ملازمت پیشہ افراد کے برابر ہو گا۔ سوویت یونین میں سالانہ 800 ملین جوڑے جوتے تیار کئے جاتے تھے۔ مگر ان کی کوالٹی اتنی خراب تھی کہ غیر ملکی جوتوں کی دوکانوں پر لوگوں کی قطاریں لگی ہوئی تھیں امریکیوں کے پاس روسیوں کی نسبت 12 گنا زیادہ کاریں تھیں۔ اگر ہر امریکی روزانہ 25 ٹیلی فون کرتا ہے۔ تو ہر روسی صرف ایک ٹیلی فون کرتا ہے اور بیرون ملک ٹیلی فون کی نسبت تو 150 اور ایک کی ہے۔ اس طرح امریکہ میں اس سال 12 ملین وی سی آر تیار ہوں گے جبکہ روس میں صرف 60 ہزار تک ان کی تعداد محدود رہے گی۔

(10) آج کل کی صنعتی ترقی کا ایک بنیادی عمل عالمی معاشی۔ ثقافتی اور سائنس باہمی انحصار (Interdependence) ہے۔ نئی قیادت اس ضمن میں مارکس اور لینن کے افکار کی خامیوں سے آگاہ تھی مارکس کے بقول صرف سرمایہ دارانہ عالمی مارکیٹ ہوتی ہے جبکہ لینن نے بین الاقوامی اجارہ داری اور سرمایہ کی عالمی برآمد کا ذکر کیا ہے جبکہ آج کل دنیا ماورائے قومیت کثیر الجہتی باہمی انحصار Trans - National - Multiple Interdependence کے تجربات کر رہی ہے۔ اگرچہ سٹالن کے جانشینوں نے معاشی تنہائی چھوڑ دی تھی لیکن پھر بھی سوویت معیشت کا عالمی معیشت میں حصہ بہت کم ہوتا تھا۔ اب بھی روس کی مغرب اور جاپان کو برآمدات 20 ارب ڈالر سالانہ ہیں جو تائیوان اور جنوبی کوریا کی برآمدات سے بھی کم ہیں اور ان برآمدات کا انداز بھی تیسری دنیا کے ممالک کی طرح ہے۔ کل برآمدات کا 80 فی صد تو خام مال اور توانائی کے سیکٹر میں ہوتا ہے۔ اس لئے نئی قیادت ملٹی نیشنلز (M.N.C.'s) بین الاقوامی امداد قرض اور مشترکہ پراجیکٹس کے ذریعے بین الاقوامی تجارت بڑھانا چاہتی تھی۔

(5) معاشی اصلاحات

جون 1978ء میں گورباچوف کو پہلی بڑی کامیابی اس وقت حاصل ہوئی جب سابقہ پارٹی کانفرنسوں کے برخلاف جون 1978ء میں کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی نے اصلاحات کی رفتار تیز تر کرنے کے لئے رہنما اصول طے کئے۔ گورباچوف کے حامی تین افراد کو پولٹ بیورو کارکن بنا دیا اور مزید اصلاحات کے لئے پالیسی بنانے کے لئے جون 1988ء کو پارٹی کانفرنس بلانے کی بھی منظوری دی۔ اس میٹنگ کے فوراً بعد سپریم سوویت نے اس ضمن میں ایک قانون پاس کیا جو لاء آف سوشلسٹ انٹر پرائزز Law of Socialist Enterprises کہلایا۔

1- گورباچوف کا ابتداء میں یہ خیال تھا کہ سوویت سماج کا اصل مسئلہ معاشی ہے۔ اس لئے اس نے یہ معاشی حل تجویز کیا کہ سویت معیشت کو عالمی معیشت کے مقابلے میں لایا جائے لیکن بہت جلد یہ بات اس پر واضح ہو گئی کہ رفتار روکنے والے عوامل بہت مضبوط ہیں۔ اس لئے سوسائٹی میں عمومی تبدیلی کی ضرورت ہے اس لئے پیری سترؤ یکا کا اطلاق انفرادی نفسیات اور روحانی اقدار پر بھی کیا جانے لگا۔

2- سب سے پہلے زراعت پر توجہ دی گئی۔ سوویت یونین میں 24 ملین سے بھی زیادہ کسان کام کرتے تھے۔ یہ تعداد پورے مغرب اور جاپان کی مجموعی تعداد سے بھی زیادہ تھی۔ مگر سوویت یونین کی پیداوار ان کے مقابلے میں صرف 22 فیصد تھی۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ سوویت کسان کی پیداواری صلاحیت یورپ کے مقابلے میں 1/5 اور امریکہ کے مقابلے میں 1/10 تھی۔

روس میں کل سرمایہ کاری کا 33 فیصد حصہ زراعت پر لگتا ہے۔ امریکہ سے چار گنا زیادہ ٹریکٹر ہیں لیکن پھر بھی غلہ امریکہ سے درآمد کیا جاتا ہے۔

دیہاتوں میں اب بھی صرف 20 فیصد سڑکیں پختہ ہیں زرعی اشیا کو سالانہ 60 بلین روبل کی مراعات دی جاتی تھیں۔ کل زمین کا 3 فیصد نجی ملکیت میں تھا۔ جس سے کل پیداوار کا 25 فیصد حاصل ہوتا تھا۔ اس قابل رحم صورت حال کے پیش نظر زراعت میں درج ذیل اصلاحات کی گئیں۔ (الف) حکومت زراعت کو سب سڈی نہیں دے گی۔ بلکہ وہی رقم زیادہ قیمتوں کی شکل میں ادا کی جائے گی۔ (ب) کسانوں کو طے شدہ پیداوار کا 30 فیصد کھلی منڈی میں بیچنے کی اجازت ہو گی۔ (ج) کل زمین کا 60 فیصد اجتماعی ٹھیکہ پر دے دیا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ لوگوں کے ایک گروہ کو ایک خاص قطعہ زمین دیا جاتا ہے۔ اور انہیں زراعت میں استعمال ہونے والے وسائل دے دیئے جاتے ہیں اور پھر انہیں اجازت ہوتی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کاشت کریں۔ (د) بہت سے خاندانوں کو ذاتی پلاٹ دیئے گئے۔

3- سروس سیکٹر میں پرائیویٹ کاروبار کی اجازت دے دی گئی۔ ذاتی ہوٹل، مرمت کی دکانیں اور بنیادی اشیائے صرف کی پیداوار کی اجازت دی گئی، بنکوں کی شاخیں کھولی جانے لگیں۔ بنک کو چیک بک، ویزا کارڈ اور سود پر رقم دینے کی اجازت دی گئی۔ عوام کے 267 ملین روبل بینکوں میں جمع ہو گئے۔ طلباء پنشن یافتہ افراد اور گھریلو عورتوں کو ذاتی کام کرنے کی اجازت دی گئی۔

4- سٹیٹ پلاننگ کمیشن (Gosplan) جس کے ذمے پورے ملک کے لئے منصوبہ بندی کرنا ہوتی تھی کے اختیار کو کم کر دیا گیا۔ چھ اعلیٰ وزارتیں بنائی

گئیں جو کہ متعلقہ محکموں پر کنٹرول کریں گی۔

5- تمام فیکٹریوں کو ان کے پیداواری ٹارگٹس نہیں دیئے گئے' انہیں ملازمت' تنخواہ' سرمایہ کاری وغیرہ کی اجازت دے دی گئی۔ فیکٹریوں سے کہا گیا کہ انہیں اپنے مالی وسائل سے چلنا ہو گا۔ اس لئے اپنے اخراجات اور پیداوار کو باہم متوازن کریں۔ سرمایہ کاری کے انداز کو بھی بدل دیا گیا۔ بھاری صنعتوں کی بجائے توانائی اور کیمیکل میں زیادہ دلچسپی لی جانے لگی۔ نئے کارخانوں کی جگہ پرانے کارخانوں کی کارکردگی بہتر بنانے پر زور دیا جانے لگا۔

7- صنعتی مزدوروں کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے وڈ کا شراب پر بتدریج پابندی لگائی گئی۔ 1985ء سے 1988ء کے دوران وڈکا کی فروخت میں 52 فیصد کمی ہوئی۔

8- سوویت اکانومی کا ایک بڑا حصہ بلیک منی پر مشتمل تھا۔ وڈکا سے بچنے والی رقم کالے دھن (Black Money) میں تبدیل ہو رہی تھی۔ لوگ سرکاری کام کی نسبت پرائیویٹ کام میں دس گنا کماتے تھے۔ اس طرز معیشت کو روکنے کے لئے سخت اقدامات کئے گئے۔ تاکہ ملک سے رشوت' بدعنوانی' غیر قانونی پیداوار اور سرکاری اختیارات کے غلط استعمال کو ختم کیا جائے۔

6- سیاسی اصلاحات

گورباچوف کے دور اقتدار کا زیادہ حیران کن کام معیشت کی بجائے سیاست و ثقافت کے میدان میں ہے۔ یہی اقدامات اسے وراثت میں ملنے والے نظام کو بدل سکتے تھے۔ دنیا کے سب سے زیادہ خفیہ ملک میں آزادی سے باتیں ہونے لگیں۔

1- گورباچوف نے کوشش کی کہ متعدد امیدواروں (Multiple Candidates) اور خفیہ بیلٹ والے انتخابات کے ذریعے کمیونسٹ پارٹی کے عہدیداروں کا چناؤ ہو۔ کسی حد تک جون 88ء کی پارٹی کانفرنس میں آنے والے وفود کا چناؤ اسی اصول کے تحت کیا گیا تھا۔

2- لیکن گورباچوف کی سیاسی آزادیوں کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ سویٹ یونین میں مغربی طرز کا مقابلاتی (Competitive) یا کثیر الجماعتی نظام (Multi Party System) رائج کیا جائے۔ بلکہ اس کا مطلب تھا کہ مقامی یونٹ سے لے کر ماسکو تک چھائے ہوئے عمودی طرز (vertical) کے پارٹی ڈھانچے میں نیچے والے بے نوا لوگوں کو ذرا اہمیت دی جائے۔ لیکن افقی سطح (Horizontal) پر دیگر جماعتوں یا مفادی گروہوں (Interest Groups) کو اجازت نہ تھی۔

3- یہ کوشش کی گئی کہ روز مرہ زندگی کی سہولیات بہم پہنچانے میں لوکل گورنمنٹ زیادہ رول ادا کرے۔ اس کے لئے بھی کثیر امیدواری نظام رائج کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ لوگوں کا دباؤ بڑھے۔

4- عوامی تنقید کو قانونی تحفظ دینے کی کوشش کی گئی حکمران جن کے لئے "

حقیقت بدیہی" Evident Truths ہوتی تھی اختلافات رائے کو خوش آمدید کہنے لگے اس لئے کہ وہ ماضی کی غلطیاں نہیں دہرانا چاہتے تھے۔

5- مغرب میں جمہوریت کے مظاہرے بڑے (Macro Level) پر نظر آتے ہیں جبکہ جزوی سطح (Micro Level) پر مثلاً معاشی یونٹ اپنی تنظیم اور کام کے اعتبار سے آمرانہ ہوتے ہیں۔ گورباچوف کی جمہوری سوچ مغرب کے برعکس تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ بنیادی معاشی یونٹ کی سطح پر عوامی جمہوریت لائی جائے تاکہ فیکٹری ڈائریکٹر کا انتخاب مقامی کونسلوں کا انتخاب اور یونین لیڈر کا انتخاب مزدور کریں۔

6- کوشش کی گئی کہ بیورو کریسی کو اپنے مفادات کے چکر سے نکال کر عوام کے مفاد میں کام کرنے والا بنایا جائے۔ برزنیف کے زمانے میں بیورو کریسی کو اپنے عہدے کا مکمل تحفظ حاصل تھا۔ اس لئے تمام عمر کی سروس کے بعد جب کوئی بیوروکریٹ مرتا یا ریٹائر ہوتا تھا تو اس کی جگہ کوئی اور بوڑھا آجاتا تھا۔ اب باہر سے نئے چہرے لائے گئے تاکہ وفادار رہیں۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ مئی 1987ء میں بوڑھے مارشلز (Marshals) کو نظر انداز کر کے جنرل دمستری یازوو (D. Yazov) کو وزیر دفاع بنا دیا گیا۔ میڈیا کی آزادی تفتیشی رپورٹنگ (Investigative ،Reporting) اور گلاسناسٹ (Glasnost) سے بھی بیورو کریسی کو کنٹرول کرنے کے لئے درج ذیل تین طریقے اختیار کئے گئے۔

(الف) بیورو کریسی کے ڈھانچے میں درمیانی سطح کو ختم یا کم کیا گیا۔

(ب) بڑے افسروں کے چھوٹے افسروں کو کنٹرول کرنے کے اختیار کم کئے گئے

(ج) چھوٹے افسروں کے آزادانہ اختیار بڑھائے گئے۔

(د) برزنیف کے غیر شخصی (Impersonel) طرز حکومت کو ختم کیا گیا۔ اب نئی قیادت بازاروں اور سڑکوں پر عوام سے ملنے جانے لگی تاکہ عوام کی آراء معلوم کی جائیں اور فیڈ بیک (Feed Back) کے نظام کو مضبوط کیا جائے۔ اس کا ایک مظاہرہ اس وقت بھی سامنے آیا جب جون 87 کی سنٹرل کمیٹی کی تقریر میں گورباچوف نے مزدوروں کے خط پڑھ کر سنائے یہ گویا کہ سنٹرل کمیٹی پر عوامی دباؤ لانے کا ایک نیا طریقہ تھا۔

8- حکومت اور پارٹی کے اختیارات کو الگ کرنے کے لئے ملک میں صدارتی نظام نافذ کیا گیا۔ رسمی صدر کی بجائے صدر تمام اختیارات حکومت کا مالک ہو گیا اور پارٹی صرف عمومی نوعیت کی پالیسی ترتیب دینے لگی اور صدر اپنی حکومتی ٹیم کے ہمراہ اپنے دائرہ کار میں مکمل آزاد ہو گیا۔ اور پھر یہ بھی کہ صدر صرف دو بار ہی بن سکے گا۔

9- اس وقت کی پارلیمنٹ یا سپریم سوویت ایک ربڑ کی مہر جیسا ادارہ تھی جو پارٹی کے فیصلوں کی تصدیق کرنے کے لئے سال میں صرف چھ دن اپنا جلاس کرتی تھی اب اس کے ممبران کی تعداد 5000 سے کم کر کے 350 کی گئی اور اس کو ایک با اختیار ادارہ بنانے کی کوشش کی گئی۔

10- خارجہ پالیسی میں ایک واضح نظریاتی تبدیلی کی گئی۔ سرمایہ داریت اور اشتراکیت کے درمیان جنگ ختم سمجھ کر باہمی انحصار (Inter Dependence) اور دوستی کی پالیسی کا علی الاعلان اظہار کیا گیا۔

7- پارٹی کی اصلاح

کمیونسٹ پارٹی اپنے 18 ملین ممبران اور 4 لاکھ پرائمری یونٹوں کے ہمراہ انہی مسائل کا شکار تھی جن کا سویٹ معاشرہ شکار تھا۔ نچلے اور درمیانی سطح کے اکثر عہدیدار پرانے (Conservative) خیالات کے مالک تھے۔ اس کے لئے یہ اصلاحات نا مانوس تھیں۔ پارٹی کے کام مختلف النوع اور بہت زیادہ رہے تھے۔ پارٹی کے بنیادی کاموں میں بڑے افسروں کی سیاسی وفاداری پر نظر رکھنا' ان کے تبادلے اور ترقیاں کرنا مختلف سرکاری محکموں میں ربط رکھنا' عوام کو بیدار رکھنا' نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرنا اور بنیادی نوعیت کے پالیسی فیصلے کرنا شامل تھا۔

گورباچوف کی ان اصلاحات سے مرکزی قیادت کے اختیار بڑھنے لگے جبکہ مرکزی قیادت کی ہر نافذ شدہ پالیسی سے مقامی پارٹی کی نظریاتی اور سیاسی طاقت میں کمی ہوتی گئی۔ مقامی پارٹی کا احتساب بڑھتا گیا۔ مگر مفادات کم ہوتے گئے۔ گورباچوف چاہتے تھے کہ پارٹی حکومت کے روز مرہ معاملات میں مداخلت نہ کرے بلکہ صرف راہنمائی کرے۔

برزنیف کے زمانے کے 80 فیصد مقامی پارٹی سیکرٹری ہٹا دیئے گئے۔ اور پولٹ بیورو میں کوئی بھی فوجی ممبر نہ رہا اور یہ تاریخ میں پہلی بار ہوا تھا (تفصیل سیاسی اصلاحات میں آ چکی ہے)۔

8- اصلاحات کی مخالفت

گوربا چوف کی اصلاحات کے پروگرام کی ایک گہری مخالفت موجود تھی۔ ہم یہاں اس کا مختصراً جائزہ لیتے ہیں۔

(1) ان اصلاحات سے حکومت پر پارٹی کا کنٹرول کم ہو رہا تھا۔ جس سے پارٹی کا ایک بڑا دھڑا اس کے خلاف تھا۔ لیگا چوف (جو کہ گوربا چوف کے مرشد سمجھے جاتے تھے) جیسے افراد بھی احتیاط کے لئے کہہ رہے تھے کہ جلدی سے نقصان ہو سکتا ہے۔

(2) مارکس ازم جو کہ سوویت یونین کا سرکاری نظریہ تھا۔ وہ بھی ان اصلاحات کو سند جواز نہیں بخش سکتا تھا جن میں بڑی تیزی سے ذاتی ملکیت' ذاتی ملازمت اور بنک آ رہے تھے۔

(3) ایک طویل عرصے تک اجتماعیت کا غلام رہنے سے لوگوں کی انفرادیت ختم ہو گئی تھی جو کہ ایک جدید معیشت کی تعمیر کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

(4) گوربا چوف دفاع کے اخراجات کم کر کے معاشی ترقی پر زیادہ خرچ کرنا چاہتے تھے اور پولٹ بیورو میں کوئی فوجی ممبر نہیں تھا۔ فوج اس سے ناخوش تھی۔

(5) سوویت یونین میں 100 سے زیادہ قومیتیں آباد ہیں۔ سیاسی و ثقافتی آزادیاں دینے سے لوگوں پر پارٹی اور حکومت کا کنٹرول کم ہو رہا تھا۔ بالٹک ریاستوں (جو اس وقت تک آزاد نہیں ہوئی تھیں) میں کئی بار جلسے جلوس نکلے 1988ء میں سوویت جرمن بالٹک معاہدہ 1939ء کے خلاف ٹالین میں 15 ہزار لوگوں نے جلوس نکالا۔ آذر بائیجان کے مسلمانوں اور آرمینا کے عیسائی

باشندوں کے درمیان وقفے وقفے سے ہنگامے ہونے لگے۔ 1987ء میں قازقستان کے شہر آلما آتا میں بھی خونریز ہنگامے ہوئے تھے۔ اس سے گورباچوف کے مخالفین کو سر اٹھانے کا موقع مل گیا۔

6- گورباچوف اپنی حلیف حکومتوں (مشرقی یورپ) پر زور دے رہے تھے کہ وہ بھی ایسی اصلاحات نافذ کریں وہاں اصلاحات سے پولینڈ جیسی مشکل پیدا ہوتی گئی جس سے اندرون ملک اصلاحات کی مخالفت بڑھتی گئی۔

9- خلاصہ بحث

(1) مغربی اور سوویت ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ ان اصلاحات سے معاشی ترقی کی رفتار زیادہ نہ بڑھ سکی اس وقت خام قومی آمدنی میں عمومی شرح افزائش 26 فیصد تھا جو بہت کم تھا۔

2- گوربا چوف سول سوسائٹی (Civil Society) کے وہ عناصر لانا چاہتے تھے جو سوویت یونین یا روس کی تاریخ میں کبھی بھی نہیں رہے۔ اور سوویت یونین ترقی کی اس لہر کے لئے اس وقت مکمل طور پر تیار بھی نہ تھی۔ اس کا سیاسی' معاشی اور ثقافتی نظام جدید دور کے تقاضوں کا ساتھ نہیں دے سکتا تھا۔ سوویت یونین کا خفیہ رہنے کا رجحان علم و معلومات میں جز پرستی' جرات مندانہ کاروباری ذہنیت کا فقدان' مواصلاتی ڈھانچہ کی کمزوری' ثقافتی جہالت اور انفرادیت کا کچلا جانا اس نئے انقلاب کی راہ میں رکاوٹ تھے۔

3- ٹائن بی نے انسانی تاریخ میں اٹھائیس تہذیبوں یا نظاموں (Systems) کے عروج و زوال کا ذکر کیا ہے۔ ان میں کوئی بھی نظام اتنی جلدی ناکام نہیں ہوا۔ سوویٹ سوشلزم تو ریت کی دیوار ثابت ہوا۔ 1985ء میں تبدیلی کا عمل شروع ہوا اور 1991ء میں نہ صرف سوشلزم ختم ہو گیا بلکہ سوویت یونین بھی پندرہ آزاد ریاستوں میں تقسیم ہو گیا۔ سوشلزم نے مرتے مرتے وہ تمام فتوحات بھی پلک جھپکنے میں گنوا دیں جو روس کے زاروں نے پچھلے تین سو سال میں حاصل کی تھیں۔ یاد رہے کہ پیٹر اعظم (Peter the Great) کے زمانے سے ڈیڑھ سو سال بعد تک روس ہر سال ہالینڈ کے رقبے کے برابر غیر ملکی علاقہ ہڑپ کرتا رہا۔ مگر قومیتوں (Nationalities) کو وہ ہضم نہ کر سکا وہ

سوویٹ مین (Soveitman) نہ پیدا ہو سکا جس کی پیدائش کی قربان گاہ پر جوزف سٹالن نے ڈیڑھ کروڑ لوگ قربان کر دیئے تھے۔

4- پانچ ہی سال میں سوویٹ سپر پاور (Super Power) ایک سپر کنگال (Super Pauper) میں تبدیل ہو گئی اشتراکیت کا بھوت جو یورپ بلکہ دنیا پر سایہ فگن تھا اچانک تاریخ کی بوتل میں بند کر دیا گیا۔ اشتراکی منشور (Communist Manifesto) کو تاریخ کی ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا گیا۔ جو دیکھا خواب تھا جو سنا افسانہ تھا۔ بلکہ تاریخ کا عظیم واہمہ پاگلانہ (Great mad Delusion) تھا۔

5- اشتراکیت دم توڑ گئی۔ سرمایہ داری نزع میں ہے۔ دل کا جانا ٹھہر گیا صبح گیا یا شام گیا۔ دنیا میں اس وقت نظریاتی خلاء ہے۔ اور خلا فطرت کے اصولوں کے خلاف ہے۔ دیکھئے کہ انسانی تہذیب کی اس منزل پر کونسا نظریہ انسانیت کی راہنمائی کے لئے آگے بڑھتا ہے؟

مصنف کا تعارف

13 مارچ 1961ء کو ضلع خانیوال کے گاؤں "چاون" میں پیدا ہوئے میٹرک' ایف۔ اے اور بی۔ اے کے امتحانات ملتان بورڈ اور یونیورسٹی سے بطور پرائیویٹ طالب علم کے امتیازی حیثیت سے پاس کئے۔ 1984ء میں قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد سے انٹر نیشنل ریلیشنز میں ایم ایس سی کیا اور پہلی پوزیشن حاصل کی۔ انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد میں تدریس و تحقیق کے بعد 1987ء میں سول سروس (ڈسٹرکٹ مینیجمنٹ گروپ) میں شمولیت اختیار کر کے آج کل لعل عیسن کروڑ پنجاب میں بطور اسسٹنٹ کمشنر تعینات ہیں۔